

حضرت مولانا حافظ محمد گوندہ لوی

مدام حدیث

اس با حفظ حدیث

بدعت کے حقیقت اور اس کے ممانعت

ساتویں وجہ جس پر عمل کرنے سے دین محفوظ رہتا ہے اور دین کے دونوں اجزاء (کتاب و سنت) یاد رہتے ہیں۔ وہ بدعت کی ممانعت ہے۔ بدعت کسے کہتے ہیں؟

بدعت ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہ کیا ہو۔ خواہ اس کا تعلق اعتقادات سے ہو یا عبادات یا عادات سے۔ مگر عبادات اور عادات میں علماء نے فرق کیا ہے کہ عادات میں اصل یہ ہے کہ جس طرح انسان چاہے کرے۔ جب تک ممانعت وارد نہ ہو اور عبادات میں اصل یہ ہے کہ جب تک ان کا ثبوت نہ ہو ان کا کرنا منع ہے۔

پس عبادات میں بدعت اس عبادت کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہو اور عادات میں بدعت کا یہ مطلب ہے کہ اس میں شرعی پابندی لگائی جائے جو عبادت بدعت ہوگی۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

ایک بدعت اصلہ

دوسری بدعت وصفیہ

بدعت اصلہ اسے کہتے ہیں جس کا اصل شریعت میں ثابت نہ ہو جیسے

○ عبادت کے لیے ہاتھ جوڑنا

○ پیشانی پر ہاتھ رکھنا۔

○ کسی گڑھے میں بیٹھنا یا لیٹنا وغیرہ جن کا اصل شریعت میں ثابت نہیں۔

بدعت وصفیہ اسے کہتے ہیں جس کا اصل تو ثابت ہو مگر اس کا وصف جس کو جو قرار دیا گیا ہو ثابت

نہ جو جیسے نماز معکوس یا بدوین عذر غیر قبلہ کی طرف معلوم کر کے نماز پڑھنا یا ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا۔ ان میں سے بعض کام تو معصیت بھی ہیں مگر بدعت ہونے کی وجہ سے ان میں معصیت بڑھ جاتی ہے۔ پھر ان دونوں کی دو دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ایک حقیقی جس کو سنت یا واجب سمجھ کر کیا جاوے۔

۲۔ دوسری ملکی جس کو سنت یا واجب سمجھ کر تو نہ کیا جائے مگر واجب اور سنت کا معاملہ اس کے ساتھ کیا جائے کہ اس کے کرنے پر اصرار ہو اور اس کے ترک میں حرج محسوس کیا جائے۔

عادت میں بدعت کی یہ صورت ہے کہ کسی خاص عادت مثلاً خاص لباس کو بدوں دلیل شرعی کے واجب یا سنت خیال کیا جائے یا مکروہ یا حرام سمجھا جائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی کام کو نبوت کے منصب کی بنا پر یا سجاد کرنا بدعت کا احداث ہے اور وہ نیا کام بدعت ہے۔ پیغمبر کا منصب کیا ہے؟ عبادات میں پیغمبر علیہ السلام اپنے منصب کی بنا پر دو کام کرتے ہیں۔

۱۔ امور تخطیہ میں سے بعض کو عبادت کے لیے متعین کرتے ہیں۔

۲۔ ان کے لیے کچھ پابندیاں بھی لگاتے ہیں مثلاً نماز کے لیے قیام، رکوع و سجود، قرات، تبخیر تحریرہ وغیرہ اسکان کا معین کرنا پہلا کام ہے اور نماز کے لیے وضو، غسل، وقت، قبلہ رو ہونا، ستر جودت وغیرہ دوسرا کام ہے۔ پس جو شخص کسی ایسے امر تخطیہ کو مقرر کرے جو ثابت نہ ہو یا ثابت شدہ امر کے لیے ایسی پابندی لگائے جو ثابت نہیں پس وہ کام بدعت ہوگا۔

اور عادت میں پیغمبر علیہ السلام کا منصب یہ ہے کہ اسی میں کوئی حکم لگائیں مثلاً یہ کہیں کہ یہ کام واجب ہے، مستحب ہے، مکروہ ہے، حرام ہے یا اس کو اسی طرح ہی کرنا چاہیے۔ پس کسی کھانے پینے کی چیز کو بد دل دلیل واجب، مستحب، حرام و مکروہ کہنا یا کسی خاص صورت میں ہی اس کو جائز وغیرہ کہنا۔ حالانکہ اس پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو۔ ایسی صورت میں وہ کام بدعت ہوگا۔

..... جب شریعت نے بدعت کو گمراہی کہہ دیا اور کرنے والے کو گمراہ فرمایا تو اب شریعت میں نئے کام کی گنجائش کب ہو سکتی ہے۔ خواہ وہ کام اعتقادات سے ہو یا عبادات یا معاملات یا اخلاق، یا معاشرت یا سیاسیات وغیرہ سے۔ پس بدعت کی ممانعت سے دین رو بدل سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ نہ اس کی زیادتی ہو سکتی ہے نہ کمی۔ نہ نئی بدعتیں بنائی جاسکتی ہیں نہ چھوڑی جاسکتی ہیں نہ چار۔ اسی

طرح فرض روزے۔ ذی ایک ماہ سے زائد ہو سکتے ہیں ترک۔ عید میں دو ہیں۔ تین نہیں ہو سکتیں نہ ایک بن سکتی ہے۔ جمعہ بروز جمعہ ہی رہے گا۔

بدعت کی بحث میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دین اور عبادت کی حقیقت بھی کچھ بیاں کر دی جائے۔ کیونکہ ان کے سمجھنے سے بدعت کا مفہوم زیادہ واضح ہو جائے گا نیز اکثر لوگ دین اور عبادت کی ماہیت اور حقیقت سے غافل ہیں۔ بعض ہر امر کو دین اور عبادت کہنے لگتے ہیں اور بعض عادی امور کو بالکل دین سے خارج کر دیتے ہیں۔ اس لیے بھی یہ بحث ضروری ہے۔

دین اور عبادت کسے کہتے ہیں

دین ہر اس چیز کا نام ہے جس کو انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر فرمایا ہے اور جس چیز میں رائے کو دخل ہو اس کو دنیا کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے:-

إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهِ وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ دُنْيِكُمْ فَلَا تَنْتَهِ

(اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب میں تم کو دین کے بارے میں حکم دوں تو اس پر عمل کرو اور جب میں اپنی رائے سے حکم دوں تو میں بشری ہوں۔)

دوسری روایت میں ہے:-

أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ (تم دنیا کے کام مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ:-

① دین اور دنیا دو چیزیں ہیں۔

② انبیاء علیہم السلام دین بتانے کے لیے آئے ہیں

③ دین رائے سے نہیں بنایا جاتا جس میں رائے ہو گی وہ دنیا ہو گی۔

اور قرآن مجید سے بھی اس مضمون پر استدلال بیان ہو چکا ہے۔

عبادت کے کلام تو ہر طرح سے دین ہی دین ہیں۔ مگر عبادت کے علاوہ معاملات، کھانے، پینے، پہننے مکان۔ نکاح اور سیاسی امور بعض وجہ سے دین اور بعض وجہ سے دنیا کہلاتے ہیں۔ ان امور مذکورہ میں کسی امر کو واجب مستحب یا حرام و مکروہ کہنا یا ان کی صحت کے لیے کسی امر کو شرط یا مانع یا سبب قرار دینا۔ یہ ان کا دینی پہلو ہے۔ اس وجہ سے یہ امور دین کہلاتے ہیں اور ان امور مذکورہ میں عقلی طور پر بحث کرنا اور عقلی حکم لگانا (کہ یہ کھانا صحت کے لیے مفید ہے یا مضر یا یہ لباس گرمی کے لیے اچھا ہے اور یہ سردی کے لیے موزوں ہے۔ یہ کھانا اس طرح تیار ہوتا ہے یہ لباس اس طرح بنتا ہے۔ انہی صفات والی عورت کو رفیقہ حیات بنانا خانہ داری کے لیے مناسب ہے۔ نلال جگہ دکان زیادہ موزوں ہے۔) ان کو دنیا بنا دیتا ہے۔

عبادت اس تعظیم کا نام ہے جو محبوب میں غیبی قوت کی بنا پر مشکل کشائی یا حاجت روائی کا تصور کر کے یا اس میں خدائی صفت سمجھ کر سجالاتی جائے۔ اگر کوئی کام تعظیم نہ ہو تو عبادت نہیں کہلاتا۔ جیسے کھانا، پینا، پہننا، کاشت کاری، مزدوری، تجارت، ملازمت۔ اگر تعظیم ہو مگر اس میں مذکورہ بالا تصور نہ ہو تو اس کو بھی عبادت نہیں کہتے۔ جیسے استاد، امیر، والدین بڑے آدمی کی تعظیم جس میں خیال مذکورہ نہ ہو۔

پس یہ اختلاف کہ دین صرف عبادت کا نام ہے یا عام ہے نزارع لفظی کی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جو لوگ غیر عبادت کو دین میں داخل نہیں کرتے وہ ان کو دوسری حیثیت سے لیتے ہیں۔ جن کا عقل و رائے سے تعلق ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دین عام ہے۔ عبادت اور زندگی کے تمام شعبوں کو حاوی ہے۔ وہ لوگ غیر عبادت کو پہلی حیثیت سے لیتے ہیں جس کا شریعت سے تعلق ہے۔

اسی طرح یہ اختلاف کہ بدعت کا تعلق صرف عبادات سے ہے یا عبادات کے علاوہ دوسرے امور سے بھی ہے۔ یہ بھی نزارع لفظی ہی ہے کیونکہ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بدعت کا تعلق غیر عبادات سے نہیں وہ ان امور کو اس حیثیت سے لیتے ہیں جس سے وہ دین اور عبادت نہیں بنتے اور اس حیثیت سے بدعت کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بدعت کا تعلق سب امور سے ہے وہ غیر تعظیمی اور کو اس حیثیت سے لیتے ہیں جس سے وہ دین اور عبادت بن جاتے ہیں۔ پس ان کے اس قول کہ (بدعت عبادت و غیر عبادت سب میں پائی جاتی ہے) میں عبادت سے مراد وہ

امور میں جو ہر حیثیت سے عبادت میں اور غیر عبادت سے وہ امور مراد ہیں جو ہر طرح سے عبادت نہیں بلکہ ایک وجہ سے عبادت اور دین ہیں اور ایک وجہ سے امور دنیا ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر خطبہ میں بدعت کی مذمت فرماتے تھے، کہتے تھے۔

كُلُّ مُخَدَّثَةٍ بِذَعَةٍ وَكُلُّ بِذَعَةٍ مَسَلَّةٌ ۖ

(دین میں، ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ۖ

جو شخص ہمارے کام (دین) میں نئی چیز نکالے جو اس سے نہیں وہ مردود ہے۔

بدعت کی مذمت میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

قرآن مجید میں بدعت کی مذمت

① اَمْ لَكُمْ شُرَكَاءُ شَدَّ عُنَا لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ۚ

کیا ان کے لیے ایسے شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کی ایسی باتیں مقرر کی ہیں،

جن کا اللہ نے اذن نہیں دیا۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دین میں اللہ تعالیٰ کے اذن کے بدون کوئی شئی نہیں مقرر

ہو سکتی جو مقرر ہو اس کو بدعت کہتے ہیں۔

② فَخَلَفَ مِنْ بَعدِهِمْ خَلْفٌ أَصَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّلَاةَ ۚ

انہیں پیار علیہم السلام کے بعد نااہل لوگ پیدا ہوئے۔ جنہوں نے نماز ضائع کی (یعنی

۱۔ مشکوٰۃ

۲۔ شفق علیہ

۳۔ شوریٰ

۴۔ ہم

پوری امانہ کی کچھ حصہ اس کا چھوڑ دیا اور اپنی خواہشات کے پیچھے لگ گئے (اپنی خواہش سے دین میں اضافہ کر لیا) یعنی دین میں کمی بیشی کی۔ (اسی کا نام بدعت ہے۔)

⑬ وَمَنْ آذَاكَ الْخِدْلَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعِيًّا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَٰئِكَ كَانَتْ سَعِيَّتُهُمْ شَكْرًا ۝ ۱۰

جو شخص آخرت کو چاہے (عمل میں مخلص ہو۔ دنیا کا طالب نہ ہو) اور کوشش کرے جو آخرت کی کوشش ہے (جو شریعت نے مقرر کی ہے یعنی بدعت نہ نکالے) اور مومن ہو ایسے لوگوں کی کوشش قابل قدر ہے۔

⑭ دُجُوًّا يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةً ۝ عَامِلَةً ۝ تَأْمِيَةً ۝ تَصَلَّىٰ تَأْمِيَةً ۝ ۱۰

کتنے آدمی جو عاجزی کرنے والے، تھکنے والے ہیں (یعنی بدعت پر عمل کرتے کرتے تھک جاتے ہیں، گرم آگ میں داخل ہوں گے۔

⑮ رَهْبَانِيَّةٍ ابْتَدَعْتُمْ مَّا كَتَبْنَا هَا عَلَيْهِمْ اِلَّا اتِّبَاعَ رِثْوَانِ اللّٰهِ ۝

ان لوگوں (عیسائیوں) نے فیکری کی بدعت نکالی۔ ہم نے یہ ان پر فرض نہیں کی تھی مگر اللہ کی رضامندی تلاش کرنا۔

⑯ دَا تَوٰۤا۟ اٰ نُبَيِّنُكَ مِنَ الْاٰبِهَامِۦ گھروں میں دروازے سے آیا کرو۔

احرام کی حالت میں بعض لوگ گھروں میں دروازے سے داخل ہونا معیوب خیال کرتے تھے۔ اس واسطے مکان کے پیچھے سے گھر میں داخل ہوتے تھے۔ یہ دین میں اضافہ تھا۔

⑰ اَرِيضُوا مِنْ حَيْثُ آفَاضَ النَّاسُ ۝

جہاں سے لوگ واپس ہوئے ہیں تم بھی وہاں ہی سے واپس ہو کر دو۔

قریش عرفات میں نہیں جاتے تھے کیونکہ وہ حرم سے باہر ہے، مزدلفہ ہی سے واپس ہوتے تھے یہ بات ان کی دین ابراہیمی میں ایک کمی تھی۔ قرآن نے اس کمی سے رد کا دین میں کمی بیشی کا کام ہی بدعت ہے جس کی قرآن نے مخالفت کی ہے۔ جب کتاب و سنت میں بار بار بدعت کی ممانعت کر دی گئی ہے تو اب کیسے ہو سکتا ہے کہ دین میں انسانی مرضی کے ساتھ کمی بیشی کی جاسکے۔ اس لیے دین

محفوظ رہا اور حدیثیں لوگوں کو مادر ہیں۔